96194 - راجح قول کے مطابق تین طلاق کی ایک ہی واقع ہوگی

سوال

میرے ایک دوست نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دے دی، اس نے اسے ایک ہی بارہ تین طلاقیں دیں، لیکن میں نے انٹرنیٹ پر پڑھا ہے کہ تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہے، کیا یہ بات صحیح ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہو گی، اور میں نے غصہ کی بھی تین قسمیں پڑھی ہیں کیا یہ بھی صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

تین طلاق کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، اور راجح یہی ہے کہ یہ ایک طلاق ہی شمار کی جائیگی، چاہے ایک ہی کلمہ میں " تجھے تین طلاق " کہا جائے، یا پھر علیحدہ علیحدہ مثلا " تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق " شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ہی اختیار کیا ہے، اور شیخ سعدی اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے.

انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں، اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے دو برس میں تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی رہی، چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: لوگوں نے اس معاملہ میں جلدبازی کی ہے جس میں ان کے لیے وسعت تھی اس لیے اگر ہم اسے جاری کر دیں تو انہوں نے اسے ان پرجاری کر دیا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1472).

دوم:

غصہ کی حالت میں طلاق دینے والے کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

غصہ تھوڑا سا ہو کہ وہ اس کے ارادہ و اختیار پر اثرانداز نہ ہو تو اس کی طلاق صحیح اور واقع ہوگی.

دوسری حالت:

اگر غصہ اتنا شدید ہو کہ پتہ ہی نہ چلے وہ کیا کہہ رہا ہے اور اسے شعور ہی نہ رہے تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہو گی کیونکہ یہ پاگل و مجنون کی طرح ہے جس کے قوال کو نہیں لیا جائیگا.

ان دونوں حالتوں کے حکم میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں.

تیسری حالت:

اتنا شدید غصہ کہ آدمی کے ارادہ پر اثرانداز ہو اور وہ ایسی کلام کرنے لگے گویا کہ اسے اس کلام پرمجبور کیا جا رہا ہے پھر کچھ ہی دیر میں غصہ زائل ہونے پر وہ اس پر نادم ہو لیکن یہ غصہ اس حدیث تك نہ پہنچا ہو کہ اس احساس و شعور اور ادراك ہی ختم ہو جائے، اور اپنے قول و فعل پر کنٹرول نہ کر سکے.

تو غصہ کی اس قسم کے حکم میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور راجح یہی ہے جیسا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس میں بھی طلاق واقع نہیں ہوگی.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مدہوشی کی حالت میں نہ تو طلاق ہے اور نہ ہی آزاد کرنا "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2046) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (2047) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

علماء کرام نے " الاغلاق " کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا معنی جبر اور شدید غصہ ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، اور اس میں " اغاثۃ اللھفان فی حکم طلاق الغضبان " کے نام سے ایك مشہور کتابچہ بھی تالیف کیا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (45174) کے جواب کا بھی مطالعہ کریں.

اس قول کی بنا پر اگر آپ کے دوست نے شدید غصہ کی حالت میں طلاق کی طلام کی تو یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر اس کا غصہ اتنا شدید نہ تھا بکلہ تھوڑا سا تھا تو ایك طلاق واقع ہو چکی ہے.

واللہ اعلم .